ALBAHIS: RESEARCH JOURNAL
OF ISLAMIC STUDIES SCIENCES

الباحث: ریسرچ جرنل آف اسلامک اسٹڈیز سائنسز

اسلامی دنیا کے اتحاد اور اختلافات کے مبانی کا علمی جائزہ

A Scientific overview of the foundation of Unity and Differences in the Islamic world

Dr. Syed Hadi Raza Taqvi

Assistant Professor Department Of Shia Theology, Aligarh Muslim University Of India

Email: taqawihadi@yahoo.com

To cite this article:

Dr.Syed Hadi Raza .Jan – June (2020). urdu اسلامی دنیا کے اتحاد اور اختلافات کے مبانی کا علمی جائزہ
A Scientific overview of the foundation of Unity andDifferences in the Islamic world Analysis. *Albahis: Journal of Islamic Sciences Research*, *1*(1), 19–32. Retrieved from https://brjisr.com/index.php/brjisr/article/view/14

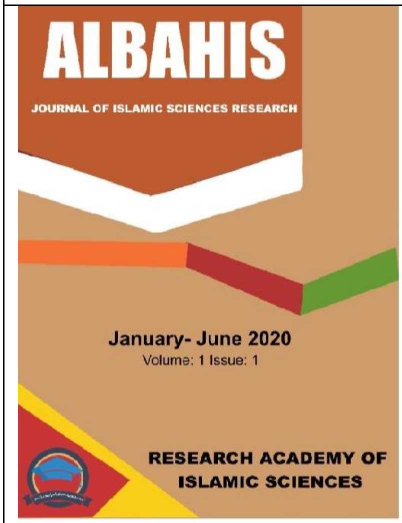

Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

OPEN ACCESS

اسلامی دنیا کے اتحاد اور اختلافات کے مبانی کا علمی جائزہ

A Scientific overview of the foundation of Unity and Differences in the Islamic world

ڈاکٹر سید ہادی رضا تقوی

Abstract

Unity and solidarity play an extraordinary role in fostering a nation and accomplishing their more significant standards. Unity is a drive towards social security and stability of a nation. Any nation can be demolished, if the issue of unity cannot be settled wisely and with intelligently. The brilliance of Islam's past development clearly exhibits the obligation of brotherhood in a multicultural society that is sustained for such extensive stretches of time. Such greatness is a manifestation of the Holy Prophet (P.B.U.H.) determination and his companions who followed the path directed by Allah Almighty. Islam demonstrates and offers noticeable principals to live together in solidarity. Islamic orders are very significant to build up harmony and peace. Now a days, Muslim Ummah is remaining at the limit of hardship brought about by the expanding propensity of sectarianism and religious extremism. Under these conditions it is need of the hour to bring balance in thinking and temperament so the Islam and human life could not be affected. It is the principal obligation to establish an environment of solidarity. Muslim's solidarity is a significant and undeniable issue of the time. Therefore, this paper explores the idea of solidarity in Islam based on the direction of Holy Quran, sayings of Prophet Muhammad (P.B.U.H.) and the perspectives of jurists who banter this issue.

Keywords : Unity , Brotherhood , Differences , Islamic Ummah , Qur’an ,Sunnah.

کلیدی الفاظ : اتحاد، اخوت، اختلاف ، امت اسلامیہ، قرآن، سنت

تعارف

اللہ ہی ساری کائنات کا حاکم اور مالک ہے۔ وہ علیم ہے' ازل سے لے کر ابد تک ہر بات سے وہ براہ راست واقف ہے۔ کس نے دنیا میں کیا کیا ہے؟ اس کے ہاتھوں نے کیا کمایا ہے؟ اس کے دل کے ارادے کیا ہیں؟ اس کا سینہ کن جذبات کو پالتا رہا ہے؟ رات کی سنسان تاریکیاں اور دن کی مصروف گھڑیاں اس نے کس طرح اور کن کاموں میں گزاری ہیں؟ یہ سب کچھ اس کے سامنے ایسا ہی روشن ہوگا جس طرح ہماری نگاہوں کے سامنے دوپہر کا سورج روشن ہوتا ہے۔ اس حقیقت کی موجودگی میں صحیح فیصلوں تک پہنچنے کے لئے وہ قطعاً کسی کا محتاج نہیں ہو سکتا' نہ کسی اور کی رائے یا مشورے شہادت کی اسے کوئی ضرورت پیش آسکتی ہے' اس نیلگوں آسماں کے نیچے اور وسیع و عریض دھرتی کے اوپر کوئی بھی جدوجہد اجتماعی نتائج مرتب نہیں کر سکتی جب تک اس میں ہم آہنگی اور نظم وضبط نہ پایا جائے انسان کے گردوپیش کا نظام حتی کہ لیل ونہار کی آمدورفت ایک لگے بندھے مضبوط ضابطے کے تحت اپنے سفر حیات کی آخری منزل کی طرف رواں دواں دکھائی دیتی ہے۔ یہ نظم کے اس قدر مضبوط بندھنوں میں جکڑے ہوئے ہیں کہ کیا مجال کہ وہ اپنے مرکز ومدار اور نظم سے الگ ہو سکیں۔ جس طرح اس نظام کی بقا کے لئے ضروری ہے کہ ہر چیز ایک قاعدے، اصول اور ضابطے کے تحت چلتی رہتی ہے، تاکہ نظام اپنی ٹھوس اور صحیح بنیادوں پر استوار ہے۔ بعینہٖ لازم ہے کہ ابن آدم، بالخصوص امت مسلمہ ان ضابطوں کی پابندی کرے جو اس کی زندگی کے معاملات کو مربوط اور منضبط رکھتے ہیں کیونکہ انسان کے بگڑنے سے معاشرہ ہی نہیں پورا نظام بگڑتا اور درہم برہم ہو جاتا ہے اور اس کے سدھرنے، سنورنے سے سارے نظام میں نکھار اور استحکام پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے شریعت اسلامیہ نے پراگندگی اور تفرد وانفرادیت کی بجائے منظّم اور اجتماعی زندگی گزارنے پر زور دیا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں جگھڑو نہیں ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی، صبر سے کام لو یقینا اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

فکری اختلافات اور ان کے اسباب:

امت اسلامیہ کے درمیان اتحاد ایک سیاسی تحریک ہونے کے ساتھ ساتھ مذہبی اور دینی فریضہ بھی ہے، لیکن اتحاد کے معنی یہ نہیں ہے کہ مسلمانوں کے درمیان پائے جانے والے فکری، فقہی، علمی اور نظریاتی اختلافات کو ختم کر کے کسی معین فقہی یا کلامی مکتب فکر کے لئے مسلمانوں کو مجبور کیا جائے کہ وہ اس مذہب کی پیروی کر کے آپس میں بغل گیر ہو جائیں، اس لئے کہ علمی، سائنسی اور نظریاتی اختلاف انسانی فطرت کا تقاضہ ہے، لہٰذا اس سلسلہ میں ائمہ معصومین

(علیہم السلام) سے مختلف رواوایات وارد ہوئی ہیں، جو اس حقیقت کو بیان کرتی ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو پیدا کیا اور ان کی صلاحیات اور قوت ادراک اور فہم کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف بنایا ہے، ہم اس مقام پر اس بات کی تصدیق کے لئے امام جعفر صادق (علیہ السلام) سے مروی صرف ایک حدیث کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں، جس میں آپ نے اس ختلاف کی نوعیت اور کیفیت کو کو بیان فرمایا ہے، آپ نے فرمایا:

لَوْ عَلِمَ النَّاسُ كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى هَذَا الْخَلْقَ لَمْ يَلُمْ أَحَدٌ أَحَداً - فَقُلْتُ أَصْلَحَكَ اللَّهُ فَكَيْفَ ذَاكَ ...أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ خَلَقَ هَذَا الْخَلْقَ عَلَى هَذَا لَمْ يَلُمْ أَحَدٌ أَحَداً ۔ [1]

"اگر لوگ جان لیں کہ اللہ نے اس مخلوق کو کس طرح پیدا کیا ہے، تو ایک دوسرے کو ملامت نہ کریں، راوی کہتا ہے میں نے دریات کیا: اللہ آپ کو سلامت رکھے ، کس طرح پیدا کیا ہے؟ آپ (علیہ السلام) نے فرایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایمان کے 49 اجزاء قرار دئے ہیں، پھر ان اجزاء میں سے ہر ایک کے دس دس حصے کئے،(اس طرح 490 حصہ ہوگئے) پھر ان کو مخلوق پر تقسیم کیا، کسی کو دسواں حصہ دیا، کسی کو اس سے دونا دیا کسی کو تگنا یہاں تک کہ ایک شخص میں ایک جز پورا ہوگیا پھر ایک شخص کو ایک جز تام پر دسواں حصہ دوسرے جز کا اور زیادہ کیا، دوسرے کو ایک جز اور دو دہائیاں دیں، تیسرے کو تین دہائیاں یہاں تک کہ ایک شخص میں جاکر دو جزء پورے ہوگئے، اسی طرح تقسیم ہوتے ہوتے 49 جز کامل ہوگئے، بس جس کو ایک جز کا دسواں حصہ ملا ہے، وہ اس پر قادر نہیں کہ دو دہائیوں والے کی طرح عمل کرے اور دو دہائیوں والا تین دہائیوں والے کی طرح عمل نہیں کر سکتا اور نہ پورے جز والا دو جز والے کی طرح کر سکتا ہے، اگر لوگ اس بات کو جان لیتے کہ اللہ نے اس مخلوق کو اس نہج پر خلق کیا ہے، تو ایک دوسرے کو ملامت نہ کرتے" ۔

اس طرح کی روایات میں ائمہ اطہار نے انسان کے مختلف اقسام بیان کئے ہیں، جن میں بہت سے انسان اپنی خواہش نفس کی اتباع کے سبب حق سے روگردان نہیں ہوتے بلکہ فہم وادراک یا دوسرے مادی اسباب کے سبب حق تک رسائی نہیں کر پاتے لہٰذا عدل الٰہی کا تقاضہ یہ ہے کہ ایسے افراد کے حساب کے لئے الگ نظام قائم کیا جائے، لہٰذا قرآن کریم نے ایسے افراد کمزور اور "مرجون لامر اللہ" کے ضمن میں رکھا ہے، ان کے سلسلے میں ارشاد باری ہے:

1- کلینی محمد بن یعقوب، الکافی (ط-اسلامیہ) تہران چاپ، چہارم، 1407ق، ج2 ص44

إِلاَّ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجالِ وَ النِّساءِ وَ الْوِلْدانِ لا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَ لا يَهْتَدُونَ سَبِيلاً ۰ فَأُولئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ وَ كانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُوراً [2]

علاوہ ان کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کے جن کے اختیار میں کوئی تدبیر نہ تھی اور وہ کوئی راستہ نہ نکال سکتے تھے یہی وہ لوگ ہیں جن کو عنقریب خدا معاف کردے گا کہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

اسی طرح ایسے افراد جو مرجون لامر اللہ کے ضمن میں آتے ہیں، ان کے بارے میں ارشاد الٰہی ہے:

وَ آخَرُونَ مُرْجَوْنَ لِأَمْرِ اللَّهِ إِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَ إِمَّا يَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَ اللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ۔ [3]

اور کچھ ایسے بھی ہیں جنہیں حکم خدا کی امید پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ یا خدا ان پر عذاب کرے گا یا ان کی توبہ کو قبول کرلے گا وہ بڑا جاننے والا اور صاحبِ حکمت ہے۔

لہٰذا ان کا حساب عدل الٰہی اور اس کی حکمت کے مطابق کیا جائیگا، جیسا کہ اس امر کی طرف بعض روایات میں تصریح ملتی ہے۔

وَ آخَرُونَ مُرْجَوْنَ لِأَمْرِ اللَّهِ، کی تفسیر کرتے ہوئے امام باقر(ع) کا ارشاد گرامی ہے:

المرجون قومٌ كانوا مشركين، فقتلوا مثل حمزة وجعفر وأشباههما من المؤمنين، ثمّ إنهم بعد ذلك دخلوا في الإسلام، فوحّدوا الله، وتركوا الشرك، ولم يكونوا يؤمنون فيكونوا من المؤمنين، ولم يؤمنوا فتجب لهم الجنّة، ولم يكفروا فتجب لهم النار، فهم على تلك الحال مرجَوْن لأمر الله۔ [4]

وہ لوگ جو امر الٰہی کے امیدوار ہیں یہ وہ لوگ تھے جو مشرک تھے انہوں نے بحالت شرک حمزہ و جعفر جیسے دیگر مومنین کو قتل کیا پھر وہ مسلمان ہوگئے، اور توحید کو ماننے لگے شرک چھوڑ دیا لیکن ایمان ان کے قلوب میں نہ تھا، جس سے وہ مومن خالص بن جاتے

---

[2] ۔النساء 99،98

[3] ۔التوبہ 106

[4] ۔ نفس المصدر (عربی) ج 2 ، ص 407

اور جنت ان پر واجب ہو جاتی، اور نہ وہ کافر تھے جس ان کے لئے جہنم واجب ہوتی، اس حالت میں وہ لوگ امر الٰہی کے امیدوار ہیں.

لہذا قوت فہم اور ادراک کے اختلاف کے سبب انسان کے ایمان کے مختلف درجات پر ہوتا ہے، لہٰذا اپنی اپنی صلاحیت کے اعتبار سے اپنی تحقیق اور رسرچ میں حق کے بارے میں الگ الگ نتائج برآمد کرتا ہے، لہٰذا ہر انسان اپنے اعتقاد کی حقیقت کے بارے میں اپنے پردگار کے سامنے جوابدہ ہے، لہٰذا الگ عقائد کے سبب اسلامی اتحاد کو پامال کرنا جائز نہیں ہے، مختلف نظریات کے باوجود امت اسلامیہ کے درمیان اتحاد کی طرف دینا ضروری ہے، اسی لئے رہبر انقلاب اسلامی آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنائی کا فرمان ہے:

إننا لا ندعو السُنّة في العالم ليتحولوا إلى شيعة، ولا الشيعة في العالم ليغضوا النظر عن عقائدهم. طبيعي إذا حقق الفرد وبحث وتوصل إلى نتيجة فله الحق في اعتناق ما يشاء وعليه العمل بمقتضى ما يعتقد. هذا هو تكليفه الخاص بينه وبين ربّه ۔[5]

ہم دنیا میں اہل سنت کو شیعہ بننے کے لئے نہیں کہتے، اور نہ ہی شیعہ کو اپنے عقائد سے چشم پوشی کے لئے کہتے ہیں ظاہر سی بات ہے اگر کوئی شخص کوئی تحقیق اور رسرچ کرتا ہے اور کسی نتیجہ پر پہنچتا ہے تو اس کو حق ہے کہ وہ جس عقیدہ کو چاہے قبول کرے اور اپنے عقیدہ کے مطابق عمل کرے، یہ اس کے پرودگار کے سامنے اس کی خاص ذمہ داری ہے.

اسلامی اتحاد ایک ایسا واجب ہے جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے اوپر قرآن مجید میں واجب کیا ہے اور تمام مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اللہ کے دین مرتضٰی سے متمسک رہیں، اور اللہ سے کئے گئے وعدے کو وفا کرتے ہوئے ایک گروہ اور جماعت کی شکل میں ظاہر ہوں، اور سماجی طور پر اپنے تمام علمی او نظریاتی اختلافات کے باوجود الفت، محبت، اخوت اور بھائی چارگی کے ساتھ حق پر گامزن رہیں، اگرچہ اسلامی تحریک سے قبل تمام انسان تعصب، حماقت اور غلط وجوہات کی بناء پر ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے، لیکن اللہ تبارک تعالیٰ کی اس نعمت عظمیٰ کے سبب سب ایک دوسرے کے بھائی بن گئے۔ جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے:

[5]۔ مصنفین کا ایک گروپ، بقیت اللہ میگزین (عربی)، مدرسہ امام مہدی، بیروت، لبنان، آگست 1996، ج59-5

وَ اعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعاً وَ لاَ تَفَرَّقُوا وَ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَاناً وَ كُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ٭ وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ أُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ٭ وَلاَ تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَ اخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَ أُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۔ [6]

اور اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ پیدا کرو اور اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ تم لوگ آپس میں دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کر دی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے اور تم جہنّم کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں نکال لیا اور اللہ اسی طرح اپنی آیتیں بیان کرتا ہے کہ شاید تم ہدایت یافتہ بن جاؤ ☆ اور تم میں سے ایک گروہ کو ایسا ہونا چاہئے جو خیر کی دعوت دے, نیکیوں کا حکم دے. برائیوں سے منع کرے اور یہی لوگ نجات یافتہ ہیں ☆ اور خبر دار ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے تفرقہ پیدا کیا اور واضح نشانیوں کے آجانے کے بعد بھی اختلاف کیا کہ ان کے لئے عذاب عظیم ہے ۔

اسی طرح پوری انسانیت کے ایک امت ہونے کی اس آیت مبارکہ میں تصریح کرتا ہے:

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَ مُنْذِرِينَ وَ أَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ۔ [7]

سارے انسان ایک قوم تھے ۔ پھر اللہ نے بشارت دینے والے اور ڈرانے والے انبیاءؑ بھیجے اور ان کے ساتھ برحق کتاب نازل کی تا کہ لوگوں کے اختلافات کا فیصلہ کریں۔

اسی طرح یہ آیت میں بھی غور و فکر کریں:

[6] ۔آل عمران 103،104

[7] ۔ البقرہ 213

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلاَّ أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا وَلَوْلاَ كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ۔[8] سارے انسان فطرتاً ایک امت تھے پھر سب آپس میں الگ الگ ہوگئے اور اگر تمہارے رب کی بات پہلے سے طے نہ ہوچکی ہوتی تو یہ جس بات میں اختلاف کرتے ہیں اس کا فیصلہ ہوچکا ہوتا۔

قرآن مجید کی یہ اور دیگر آیات مسلمانوں کو جس طرح اللہ کے دین کے ارد گرد جمع ہونے، اللہ کی کتاب، سنت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور حبل الٰہی کو مضبوطی سے تھامنے کی دعوت دیتی ہے، اسی طرح فرقہ پرستی اور آپسی اختلافات کو ختم کرکے اتحاد کے حکم الٰہی کو بیان بھی کرتی ہیں۔

لہٰذا اسلامی دنیا کے مذاہب کے درمیان اتحاد اسلام کے اہم ترین مسائل میں شامل ہے، امت اسلامیہ کے عظیم رہنماؤں کی سب سے بڑی خواہش اور سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ اسلامی دنیا کے مذاہب کے درمیان اتحاد اور مفاہمت پیدا ہو، اس طرح امت اسلامیہ کے درمیان ایک دوسرے کے متعلق غلط تصوارت ختم ہو سکتے ہیں، حالانکہ دنیا کی گندی سیاست اپنے غلط منصوبوں کے تحت ان کو ہوا دیکر اس اتحاد کو ختم کرنا چاہتی ہے۔

اسلامی اتحاد کے قیام اور استحکام کے لئے مخلص علماء اور دانشوران کے بلند حوصلے کی ضرورت ہے، لہٰذا مصر اور ایران کے علماء نے اچھی پہل کی ہے، جس کے سبب اتحاد کے موضوع پر کافی ریسرچ ورق سامنے آچکا ہے۔

اتحاد ایک مذہبی فریضہ ہونے کے ساتھ ساتھ ہماری سماجی زندگی کی ترقی کے لئے ایک اہم ضرورت بھی ہے، چونکہ حقیقت یہ ہے اس کے بغیر ہمارا وجود سنگین خطرات سے روبرو ہوکر اس دار ہستی سے ختم ہو جائیگا۔

مندرجہ بالا بیان کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جانی چاہئے کہ ہم جس اتحاد کی بات کرتے ہیں وہ اس خالق کائنات کے حکم کی پیروی کا نام ہے جس نے اہل ایمان کو اپنی رسی مضبوطی سے پکڑنے سے پکڑنے کا حکم دیتے ہوئے آپس میں تفرقہ بازی سے منع فرمایا ہے۔

ہم کو اپنے نظریاتی اختلافات اور طریقہ حیات کی بناء پر کسی سے عداوت، بغض اور تعصب نہیں کرنا چاہئے، اور ایک دوسرے کے معاملات میں دخل اندازی سے پرہیز کرتے ہوئے ایک دوسرے کی عزت واحترام، اور اچھے کاموں میں تعاون کرنا چاہیے، اور یہ بھی یاد رکھنے والی بات ہے کہ برسوں سے چلا آرہا یہ اختلاف اچانک سے یک بارگی ختم نہیں ہوگا

[8]۔ یونس 19

بلکہ اس کے لئے ہمیں مختلف اقدامات کرتے ہوئے راہیں ہموار کرنی ہوگی تاکہ تمام مسلمان ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر اتحاد کا نعرہ لگائیں، لہٰذا ہمارے لئے ضروری ہے کہ اس بارے میں ہم مختلف کانفرنس منعقد کریں تاکہ اس موضوع پر تبادل خیالات کے مواقع فراہم ہو سکیں، جس کے سبب ممکنہ حد تک اتحاد کے موانع اور رکاوٹیں ختم ہو جائیں اور تمام مذاہب، اسلامی گلدستہ کی مختلف رنگ و بو سے زینت میں اضافہ کر سکیں۔

اسلامی دنیا کے اتحاد کے مبانی:

کسی بھی عمارت کی تا دیر بقاء اور قیام کے لئے اس کا مضبوط بنیاد اور ستون پر قائم ہونا ضروری ہوتا ہے، تاکہ طویل عرصہ گذرنے کے باوجود اس کا استحکام آئندہ نسل کے لئے بھی باقی رہے، چونکہ امت اسلامیہ آخری نبی کی امت ہے، للہذا للہ تبارک وتعالیٰ نے کچھ ایسے قوانین اور قواعد وضع کئے ہیں، اور ان پر اسلامی دنیا کے اتحاد کی بنیاد رکھی ہے، اور اس کے دوام کے لئے ان کو مضبوط ستون قرار دیا ہے، جن کے ذریعے امت اسلامیہ کا اتحاد طویل مدت کے لئے برقرار رہ سکتا ہے ، لہٰذ کفر و الحاد کی طرف سے اٹھنے والی آندھی اور طوفان اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتی اس طرح اسلامی دنیا کی آئندہ نسلیں بھی اس سے استفادہ کر سکتی ہیں۔

ہمیں یقین کامل ہے اگر ہم اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اتحاد کی ان ستون، بنیادوں اور مبانی کو سچے دل سے عملی جامہ پہنائے تو اللہ بھی ہماری مدد فرمائیگا، جیسا کہ خود فرماتا ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ۔[9]

ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ بھی تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم بنادے گا۔

اس اتحاد کے مختلف ستون ہیں، جن کی قرآن وسنت میں وضاحت کی گئی ہے، ہم اس مختصر سے مقالہ میں بعض ستون اور بنیاد کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

اسلامی اتحاد کا پہلا ستون: اسلام میں بھائی چارے کا اصول:

اسلامی دنیا کے اتحاد کا سب سے پہلا ستون اسلام کا اخوت اور بھائی چارے کا اصول ہے، اگر ہم قرآن سنت میں غور و فکر کریں تو یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے، کہ اسلام میں "اخوت" صرف ایک ایسا لفظ یا کھوکھلا نعرہ نہیں ہے جس کے عملی دنیا

---

[9] ۔ محمد 7

میں کوئی معنیٰ نہیں ہوتے، بلکہ یہ اسلامی زندگی میں ایک ایسی راسخ حقیقت کا نام ہے، جو اسلامی دنیا کے اتحاد کا تخلیقی ستون ہے، اس کے مختلف حالات اور مواقع پر اثرات مرتب ہوتے ہیں، لہٰذا اس کو ایمان کا ضروری جزء قرار دیا گیا ہے۔

لہٰذا قرآن سنت میں اس کے مختلف اصول اور آثار بیان کئے گئے ہیں، ان اصول کے تحت مسلمانوں کے درمیان باہمی محبت قائم ہونا ضروری ہے، جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا۔ [10] بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے عنقریب رحمان لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت پیدا کردے گا۔

اسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کے درمیان اخوت اور بھائی چارے کو قائم رکھنے کے لئے ایک ایسا نظام قائم کیا ہے جس کے ذریعے ایک دوسرے کے حقوق کی وضاحت کی گئی ہے، اور ان حقوق کو ادا کرنا اور ان کے قوانین پر عمل کرنا لازمی قرار دیا گیا ہے، ان حقوق کی رعایت یقین کی طاقت اور ایمان کے اخلاص کا مظہر ہے، اس میں اسلامی حقوق کا پورا نظام شامل ہے۔

اس اخوت اور بھائی چارے کی حیات کے لئے لئے باہمی تعاون اور ایک دوسرے کی حمایت کا نظام قائم کیا گیا ہے، جو اس اخوت کا لازمہ ہے، جیسا کہ رسول اکرم کا ارشاد گرامی ہے:

مثل المؤمنين في توادّهم و تراحمهم كمثل الجسد إذا اشتكى بعضهم تداعى سائرهم بالسّهر و الحمى۔[11]

دوستی اور مہربانی میں مومنین کی مثال اعضاء بدن کی ہے، اگر ان میں کسی کو تکلیف ہوتی ہے تو دیگر تمام اعضاء اس کی حمایت اور حفاظت کے لئے تدابیر کرتے ہیں۔

اسلامی اتحاد کا دوسرا ستون: کتاب وسنت کی پیروی

چونکہ تمام امت اسلامیہ میں اس بات پر اتفاق ہے کہ ہمیں کتاب و سنت کی مکمل پیروی کرنا چاہئے، یہ اتفاق اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمان کے مطابق ہے، جیسا کہ اس آیت مبارکہ میں ارشاد ہوتا ہے:

---

[10]۔ مریم 96

[11]۔ پاینده ابو القاسم، نہج الفصاحۃ (مجموعہ قصار حضرت رسول اللہ ﷺ) 715، تہران چاپ: چہارم، 1382ش، ص 44

وَ اعۡتَصِمُوا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعاً وَ لاَ تَفَرَّقُوا-[12] اور اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ پیدا کرو ۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

وَ أَنَّ هذا صِراطی مُسۡتَقیماً فَاتَّبِعُوهُ وَ لا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمۡ عَنۡ سَبیلِهِ ذلِکُمۡ وَصَّاکُمۡ بِهِ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُونَ.[13]

اور یہ ہمارا سیدھا راستہ ہے اس کا اتباع کرو اور دوسرے راستوں کے پیچھے نہ جاؤ کہ راہ خدا سے الگ ہو جاؤ گے اسی کی پروردگار نے ہدایت دی ہے کہ اس طرح شاید متقی اور پرہیزگار بن جاؤ ۔

اسی طرح رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا فرمان ہے:

إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوا كِتَابَ اللَّهِ وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي وَإِنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ.[14]

مین تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑ رہا ہوں، اگر تم ان دونوں سے متمسک رہے تو کبھی گمراہ نہیں ہونگے، ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے میری عترت جو میرے اہل بیت ہیں، یہ دونوں کبھی الگ نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچ جائینگے۔

قران وسنت سے متمسک ہونا اور ان کے عقائدی واخلاقی احکام کی پیروی کرنا خالص ایمان اور یقین راسخ کا لازمہ ہے، اس کے ذریعے مومنین دینی اور دنیاوی معاملات میں ایک مرکز پر جمع ہو کر آپسی اختلافات کو اس کے ذریعے حل کر سکتے ہیں۔

اگر کسی مومن کے سامنے قرآن و حدیث کا فیصلہ آ جائے تو اس دل میں کسی مشکل نہیں ہوگی وہ مکمل طریقے سے اس کے سامنے تسلیم ہو جائگا، جیسا کہ پرودگار عالم کا ارشاد ہے:

---

[12] ۔آل عمران 103

[13] ۔الانعام 153

[14]۔ مفید محمد بن محمد، الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد، قم چاپ: اول، 1413ق، ج1 ص 233

فَلاَ وَ رَبِّكَ لاَيُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لاَيَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجاً مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيماً ۔[15]

پس آپ کے پروردگار کی قسم کہ یہ ہر گز صاحبِ ایمان نہ بن سکیں گے جب تک آپ کو اپنے اختلافات میں حَکم نہ بنائیں اور پھر جب آپ فیصلہ کردیں تو اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی کا احساس نہ کریں اور آپ کے فیصلہ کے سامنے سراپا تسلیم ہو جائیں۔

اتحاد اسلامی کا تیسرا ستون: تمام مذاہب اسلامی کا ایک قبلہ:

ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ نماز کی حالت میں کعبہ کی طرف رخ کرے اگرچہ وہ دنیا کے کسی بھی حصہ میں ہو، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم دیا ہے:

قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۔[16] اے رسول ہم آپ کی توجہ کو آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں تو ہم عنقریب آپ کو اس قبلہ کی طرف موڑ دیں گے جسے آپ پسند کرتے ہیں لہٰذا آپ اپنا رخ مسجد الحرام کی جہت کی طرف موڑ دیجئے اور جہاں بھی رہئے اسی طرف رخ کیجئے.

مسلمان کو اس بات احساس کہ میرا رخ اس سمت ہے، جس طرف پوری دنیا میں موجود میرے تمام دینی بھائیوں کا رخ ہے، اس کو خود بخود امت اسلامیہ کے تمام افراد کی طرف متوجہ کرتا ہے، اس طرح وہ اپنے آپ کو اسلامی دنیا کا فرد محسوس کرتا ہے، اور وہ اپنے آپ کو اسلامی امت کے جسم کا دائمی عضو کے طور پر دیکھتا ہے، حالانکہ امت اسلامیہ کے اکثر افراد سے ناواقف ہوتا ہے، اور نہ وہ لوگ اس کو جانتے ہیں۔

اتحاد اسلامی کا چوتھا ستون: امت اسلامیہ کے تمام افراد برابر ہیں:

امت اسلامیہ کے تمام افراد حق وانصاف لحاظ سے ایک مقام اور منزلت میں ہے، کسی کو کو مال، منصب اور جاہ وہشت

[15]- النساء 65
[16] - البقرہ 144

کے سبب کسی پر فوقیت نہیں ہے، اور کسی یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنے ملک، قبیلہ، خاندان یا نسل کے سبب ایک دوسرے پر فخر و مباحات کرے، یہ تمام امور اسلامی نقطہ نظر سے باعث فخر اور لوگوں میں امتیاز کا صحیح معیار نہیں ہے۔

یہ اسلامی دنیا کے بعض عناصر اور مبانی ہیں جن کے ذریعے امت اسلامیہ کے تمام مذاہب کے درمیان اتحاد ہمیشہ کے لئے باقی رہ سکتا ہے، اور رحمۃ للعالمین کی بتائی ہوئی ے تہذیب و تمدن پوری دنیا میں عام ہو سکتا ہے، جس سے اسلامی دنیا کا کھویا ہوا وقار واپس آسکتا ہے، اور اس طرح امت اسلامیہ کے سر پر دوبارہ خیر الامم کا تاج رکھا جائگا، جس سے پوری دنیا امن و امان کا گہوارہ بن سکتی ہے۔

خلاصہ:

اسلامی اتحاد ایک ایسا واجب ہے جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے اوپر قرآن مجید میں واجب کیا ہے اور تمام اہل ایمان کو اپنی رسی مضبوطی سے پکڑنے کا حکم دیتے ہوئے آپس میں تفرقہ بازی سے منع فرمایا ہے، لہٰذا ہماری ذمہ داری ہے کہ سماجی طور پر اپنے تمام علمی اور نظریاتی اختلافات کے باوجود الفت، محبت، اخوت اور بھائی چارگی کے ساتھ حق پر قائم رہیں، اتحاد اسلامی کے کچھ مبانی اور ستون ہیں جن کے ذریعے اسلامی دنیا کا اتحاد آیندہ نسلوں میں بھی باقی رہ سکتا ہے.

اب وقت کا تقاضا ہے کہ مسلمان اللہ سے تجدید عہد کریں اور اتحاد و اتفاق کا عملی مظاہرہ کریں۔ پورے عالم اسلام کو ایک زنجیر و تسبیح کی مانند جوڑا جائے تاکہ ہم اپنی سنہری تاریخ کو دہرانے کے لیے تیار ہو جائیں۔ کیونکہ مسلمان ایک عالمگیر برادری ہیں جن کے تمام مسائل و معاملات ایک دوسرے کے تعاون سے ہی حل ہو سکتے ہیں۔ان کے اندر اتحاد، نظم و ضبط اور تنظیم سازی وقت کی پکار ہے۔

اسلامی اتحاد و یکجہتی کی بنیادی اکائی توحید ہے اس کے بعد قرآن کریم بھی مسلمانوں میں اتحاد کا ذریعہ ہے۔

نتائج:

☆- اسلامی وحدت، اسلامی زندگی گذارنے کے لئے ایک اہم ضرورت ہے اور تمام سچے مسلمانوں پر اتحاد واجب شرعی ہے، اور مسلمانوں کے لئے نماز روزہ کی طرح اتحاد بھی اہم ترین موضوعات میں شامل ہے۔

☆ -قرآن کریم اور سنت مطہرہ کی اس بات پر تاکید ہے کہ تمام بحران اور ان مشکلات کا جن سے عالم اسلامی روبرو

ہے سامنا کرنے کے لئے طاقت اور قوت کا سرچشمہ اتحاد ہے۔

☆۔ مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان قربت اتحاد کو مکمل کرنے کے لئے ایک کامیاب قدم ہے، شکایات کے خاتمے، اعتماد کی تعمیر اور الزامات کو بند کرنے کی سمت میں اختلافات سے چشم پوشی کرنا ایک اہم حیثیت رکھتا ہے، اگرچہ ان کی تاریخ اور ادب کو پس پشت نہ ڈال کر ان پر علمی طریقے سے غور وفکر کرنا حقائق کو آشکار کرنے میں معاون ثابت ہوگا، اور یہ قربت اسی صورت میں معرض وجود میں ظاہر ہوسکتی ہے جب امت اسلامیہ کے علماء اور حکماء کے درمیان علمی تبادل خیالات اور ایک دوسرے کو سمجھنے کا موقع فراہم ہو سکے، اور اتحاد کی بنیاد ڈالنے کے ساتھ ساتھ مشترک اصول اور قواعد کے مطابق تقابلی مباحث کے ذریعے ایک دوسرے کو سمجھنے کے لئے علمی دائرے کو وسیع کیا جائے، اور متنازعہ مسائل کے تنازع کو حل کرنے کی کوششوں کو تیز کیا جائے، اور اسی کے ساتھ اتحاد کے بنیادی اور حقیقی سرچشمہ سے بھرپور استفادہ کیا جائے، اور وہ بنیادی سرچشمہ ہے تمام مذاہب اسلامی کی باہمی شناخت اور ان کی افادیت کا کھلے دل سے اقرار۔

☆۔مذاہب اسلامی کے درمیان قربت کا تقاضہ یہ ہے کہ اس حقیقت کا اعتراف کیا جائے کہ علمی اور سائنسی ریسرچ میں اسکالرس کی رای اس کے ادلہ کی تفہیم پر استوار ہوتی ہے، نہ کہ وہ اللہ کا حقیقی حکم ہوتا ہے، جس سے کوئی دوسرا محقق اور اسکالر اس سے اختلاف نہیں کر سکتا، ہماری رای کے مطابق اتحاد کی یہ کوئی شرط نہیں ہے کہ کسی فرقے کو یہ حق نہ دیا جائے کہ وہ اپنے مذہب کی طرف دعوت دے اور اس کی تبلیغ کرے، بلکہ اس اتحاد کی شرط یہ ہونی چاہئے کہ کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنی رای کو ماننے کے لئے دوسروں پر فرض اور واجب قرار دے، بلکہ ہر مذہب کو اپنے دلائل اور استدلال پیش کرنے کا حق حاصل ہونا چاہئے، تاکہ اگر کسی کی عقل اور فکر اس دلیل کی تائید کرتی ہے تو وہ اس کو قبول کرنے میں اور اگر تائید نہیں کرتی ہے تو اس کو انکار کرنے میں کسی قسم کا سماجی، اقتصادی، سیاسی اور جانی خطرہ محسوس نہ کرے، ورنہ دوسری صورت میں یہ تنازعات جس کو شاید فکر کا نام دے دیا جائے لیکن حقیقت میں میں یہ فکر کے نام پر بدنما داغ ہے اور فکر سلیم کہلانے کے لائق نہیں ہے، بلکہ یہ عالم اسلام میں اختلافات پیدا کرنے کی بنیادی وجہ ہے، اپنی رای کا اظہار اور اس پر استدلال کرنا اختلافات کا سبب نہیں ہے، بلکہ مشکل ان لوگوں میں ہیں جو استدلال کے قواعد پر مبنی دانشورانہ اور علمی گفتگو کو سننا ہی نہیں چاہتے، اور ان لوگوں کو اذیت دیتے ہیں جو ان کی رای پر نقد کرتے ہوئے حقیقت کی جستجو میں رہتے ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)